سوال

میری شادی کو تیرہ برس ہوچکے ہیں اور میری دو بیٹیاں ایک کی عمر گیارہ اور دوسری کی نو برس ہے، کئی ہفتے قبل مجھ پر اچانک انکشاف ہوا کہ گھر کے ٹیلی فون پر غیر معروف نمبر پر لمبی لمبی ٹیلی فون کالیں ہوئی ہیں اس کے بعد مجھے علم ہوا کہ میری بیوی کے پاس خفیہ طور پر موبائل ٹیلی فون بھی ہے، اور اس سے بھی زیادہ خطرناک بات یہ کہ میرے علم کے بغیر بیوی گھر سے باہر جاتی ہے جب میں اس سے دریافت کرتا ہوں یا تو وہ انکار کر دیتی ہے، یا پھر تسلی بخش جواب نہیں دے سکتی، میں نے سسرال والوں سے اس کی شکایت کی لیکن اس سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا، اس کے مسلسل انکار کہ اس سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہوئی اور قوی شخص نہ ہونے کی بنا پر بالآخر مجھے اپنے موبائل پر کئی کالیں موصول ہوئیں اس میں بتایا گیا کہ میری بیوی نے اپنے عاشق سے بہت ساری رقم چوری کی ہے، پھر اس شخص نے مجھ سے ملاقات بھی کی اور یہ دعوی کیا کہ اس نے میری بیوی کے ساتھ میرے ہی گھر میں کئی بار زنا بھی کیا ہے اس شخص نے میرے گھر کا باریک بینی سے پورا نقشہ بھی بتایا، اور ازدواجی راز بھی بتائے جسے میں اور بیوی کے علاوہ کوئی اور شخص نہیں جانتا تھا، وہ راز میرے اور بیٹیوں اور بیوی کے خاندان والوں کے متعلق تھے، اور میرے بیڈروم کے قالین اور فرش کے متعلق بھی بتایا اور اسی طرح بیوی کے موبائل نمبر کا بھی جسے میں بالکل نہیں جانتا تھا کہ موبائل بھی بیوی کے پاس ہے، اور ہمارے ازدواجی اختلافات بھی بتائے، اور میرے اور میرے گھر والوں کے بارہ میں جھوٹی باتیں بھی پھر اس شخص نے دعوی کیا کہ ایک بار زنا کے بعد میری بیوی نے اس کی رقم بھی چوری کر لی، اس سے بڑھ کر مصیبت یہ ہے کہ وہ اب تک انکار کرتی ہے اور ان معلومات کے بارہ میں کوئی بات نہیں کرتی جو کہ تفصیلی اور صحیح ہیں!! وہ اس اعتبار سے طلاق کا بھی انکار کرتی ہے کہ اس لعنتی شخص کی قربانی بن رہی ہے!! بعض اوقات وہ میرے سامنے توبہ ظاہر کرتی اور قرآن مجید کی تلاوت کرتی ہے، اور بعض اوقات مجھے چھوٹی سی بات پر بھی گالیاں دینے لگتی ہے!! ہمارے درمیان مشکلات بڑھ رہی ہیں، اور ازدواجی زندگی کا قائم رہنا محال ہوچکا ہے، بیٹیاں زندگی تباہ کر رہی ہیں اور میری نفسیاتی حالت بھی بہت خراب ہے، اور اسی طرح ملازمت میں بھی میرا مورال کم ہو رہا ہے دسیوں بار نماز استخارہ ادا کرنے کے بعد میں اسے اپنی بیوی بنانے پر تیار نہیں ہوا، اس لیے میرے سامنے یہی راہ رہا ہے کہ راضی وخوشی طلاق پر سمجھوتہ کیا جائے، لیکن اس کی مالی شروط بہت ہی زیادہ ہیں اس لیے کہ وہ اپنے آپ کو بری سمجھتی ہے اور طلاق سے انکار کرتی ہے: اس کے مطالبات یہ ہیں: تیس ہزار خرچ بطور فائدہ (متعہ) اور پانچ ہزار باقی مانندہ مہر، بیٹیوں کے لیے بارہ ماہانہ، مکمل ازدواجی گھر کے سازوسامان کے ساتھ فلیٹ، علاج معالجہ اور تعلیمی اور لباس کے اخراجات، بچوں کی پرورش کے لیے ایک ملکیتی فلیٹ!! سوالات یہ ہیں: کیا عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ اس طرح کے مطالبات کرے، خاص کر متعہ کے اخراجات؟ کیا مجھے لعان کرنے کا حق حاصل ہے، اور کیا مجھے حق ہے کہ میں اسے اپنے فلیٹ سے باہر نکال دوں، یا کسی اور گھر میں منتقل ہو جاؤں؟ جو کچھ ہوا ہے اس میں دین اور قانون کی رائے کیا ہے اور آپ مجھے کیا نصیحت کرتے ہیں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے، اور درود وسلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد از اں:

اول:

یہ بالکل واضح ہے کہ اس بیوی کے ساتھ زندگی بسر کرنا محال ہوچکا ہے، چاہے اس نے سچ بولا ہو یا جھوٹ کیونکہ آپ کے پاس جو قرائن ہیں وہ اسے طلاق دینے کے لیے کافی ہیں، بلکہ آپ کو چاہیے کہ آپ کوئی اطاعت گزار نیک وصالح عورت تلاش کریں

ہمیں تو یہ پتہ نہیں چل رہا کہ آپ کو اس کے ساتھ ایک منٹ بھی زندگی بسر کرنا اچھا کیسے لگ رہا ہے حالانکہ آپ کو ان ٹیلی فون کالوں کا بھی علم ہوچکا، اور پھر چوری کے بارہ میں پتہ چل گیا، اور یہ بھی علم ہوا کہ وہ بغیر اجازت گھر سے باہر جاتی ہے

چلو آدمی یہ سب کچھ تو برداشت کرلیتے ہیں، لیکن وہ شخص جس کا خیال ہے کہ اس نے آپ کی بیوی کے ساتھ زنا کیا ہے وہ بھی آپ کے پاس آیا! وہ آپ کے گھر کے متعلق اور پھر آپ کے بیڈروم کی ہر چیز بتاتا ہے! آدمی یہ چیز تو بالکل برداشت نہیں کر سکتا

اس کے لیے تو یہ بات سننے سے مرجانا زیادہ آسان ہے چاہے یہ جھوٹ ہی ہو، لیکن اس کے ساتھ اس کی سچائی کے اور بھی سے قرائن جمع ہوں تو پھر کیسے یہ برداشت ہوسکتا ہے؟!!

دوم :

آسمانی شریعت وہ احکام لائی ہے جس سے عزت کی حفاظت ہوتی ہے، اور باطل تہمت سے محفوظ رہتی ہے بہتان اور قذف کے نتیجہ میں شریعت اسلامیہ نے مرد و عورت پر بہتان لگانے والے پر حد قذف لگائی ہے

اگر کوئی شخص خاوند یا بیوی میں سے کسی ایک پر زنا کی تہمت لگائے تو اللہ سبحانہ و تعالی نے مشروع کیا ہے کہ بہتان لگانے والے کو کوڑے لگائے جائیں، اور اس کی گواہی قبول نہ کی جائے، اور وہ فاسق کہلائیگا

لیکن اگر وہ اس زنا کے چار واقعی گواہ پیش کردے جنہوں نے اسے زنا کرتے ہوئے اس طرح دیکھا ہو جس طرح سرمہ لگانے ولی سلائی سرمہ دانی میں داخل ہوتی ہے

خاوند کو اس حکم سے خارج کیا ہے، وہ اس طرح کہ خاوند اگر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگاتا ہے تو وہ چار گواہوں کی جگہ چار بار قسم اٹھائے کہ وہ زانیہ ہے، اور پانچویں بار کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت

اگر وہ چار بار قسم اٹھالیتا ہے تو پھر عورت رجم کی مستحق ٹھرے گی، اور عورت سے رجم اس طرح ختم ہوسکتا ہے کہ وہ بھی چار بار قسم اٹھائے کہ وہ جوٹھا ہے، اور پانچویں بار کہے اگر وہ جھوٹا ہو تو مجھ پر اللہ کی لعنت

اگر عورت بھی قسم اٹھا جائے تو پھر خاوند اور بیوی کے مابین علحدگی کرادی جائیگی، اور اس کے بعد وہ نہیں ملیں گے، اسے لعان کہا جاتا ہے، اور یہ اس عورت کے خلاف گواہی دینے اور اپنے حمل کی نفی کریگا، اور جس بچے کو وہ جنے گی خاوند اس کی نفی کریگا

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اگر خاوند نے اپنی پاکباز بیوی پر تہمت لگائی تو خاوند پر حد واجب ہوگی، اور اس کے فاسق ہونے کا حکم لگایا جائیگا، اور اس کی گواہی قبول نہیں کی جائیگی، لیکن اگر وہ اس کی کوئی دلیل پیش کردے، یا پھر لعان کرے، اگر نہ تو وہ چار گواہ پیش کرے، یا پھر لعان نہ کرے تو یہ سب کچھ اس کو لازم ہوگا، امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کا یہی قول ہے

اور ہمارے لیے اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے :

اور وہ لوگ جو پاکباز عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں اور پھر چار گواہ پیش نہیں کرتے انہیں اسی کوڑے مارو اور ان کی ہمیشہ کے لیے گواہی قبول نہ کرو، یہی لوگ فاسق ہیں .

یہ خاوند اور دوسروں سب کو عام ہے، اور خاوند کے ساتھ اس لیے مخصوص ہے کہ اس کا لعان حد اور فسق کو ختم کرنے اور اس کی گواہی قبول کرنے کے لیے لعان کو گواہوں کے قائم مقام بنایا گیا ہے

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی :

"گواہی پیش کرو، وگرنہ تمہاری پٹھ پر حد لگائی جائیگی"

اور جب لعان کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے آسان ہے"

اور اس لیے بھی کہ اگر بہتان لگانے والا اپنے آپ کو جھٹلاتا ہے تو اسے حد لازم آئیگی، تو جب وہ مشروع کردہ گواہ پیش نہیں کرتا تو یہ لازم ہوگا بالکل اسی طرح جیسے اجنبی ہے "

دیکھیں : المغنی (30/9).

سوم :

بیوی کا زنا کرنا فسخ نکاح کو واجب نہیں کرتا، اور نہ ہی اس سے بیوی کا مہر ساقط ہوتا ہے، شریعت اسلامیہ نے تو ابتدا اسے ہی زانی عورت کے ساتھ نکاح کرنے اور نکاح کو جاری رکھنے میں فرق کیا ہے، اسی لیے تو زانی عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں، اور نکاح میں ہونے کے بعد زنا کرے تو اسے زوجیت میں رکھنا حرام نہیں

اگر وہ توبہ کرلے اور توبہ کے بعد اپنی اصلاح کرتے ہوئے اچھی و سچی توبہ ثابت کرے یہ چیز بہت اچھی ہے جو وہ اپنے لیے پیش کر رہی ہے، اور اگر وہ زنا پر اصرار کرے تو پھر اس میں کوئی خیر و بھلائی نہیں، بلکہ خاوند کے لیے اسے طلاق دینا حلال ہے، اور اسی طرح اس کے لیے اسے تنگ کرنا تا کہ وہ اپنے آپ کو چھڑانے کے لیے فدیہ دے یہ بھی حلال ہوگا

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

اے ایمان والو تمہارے حلال نہیں کہ تم عورتوں کو زبردستی ورثے میں لے بیٹھو، انہیں اس لیے نہ روک رکھو کہ جو تم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے کچھ واپس لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کھلی برائی اور بے حیائی کریں، اور ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے بود و باش رکھو! اگر چہ تم انہیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالی اس میں بہت بھلائی کر دے النساء (19).

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"خاوند کو باغی عورت میں پوری حد کا حق حاصل ہے جو اس پر ظلم کرنے والی ہے اور اس پر زیادتی کرنے والی، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کا بیوی پر حق کے متعلق فرمایا ہے :

"اور تمہارا بستر وہ نہ روندھے جسے تم ناپسند کرتے ہو"

اس لیے اسے یعنی خاوند کو ابتدائی طور پر یعنی قذف میں پہل کرنے کا حق حاصل ہے، اور یہ قذف یا تو اس کے مباح ہے یا پھر جب نسب سے انکار کی ضرورت ہو تو یہ واجب ہے

اور اس پر دو میں سے ایک چیز کی بنا پر مجبور ہوا جائیگا :

یا تو بیوی اعتراف کرلے تو اس کو حد لگائی جائیگی تو اس طرح خاوند کو پورا حق مل جائیگا، اور وہ عورت بھی سزا سے پاک ہو جائیگی، اور جو ہوا آخرت میں اس کی سزا سے بچ جائیگی

یا پھر وہ اللہ کے غضب کے ساتھ لوٹے گی، اور آخرت میں اسے عذاب ہوگا، جو کہ دنیا کی سزا سے سخت اور بڑا ہے، کیونکہ خاوند اس کے ساتھ مظلوم ہے، اور مظلوم کو اس کا پورا حق دنیا میں یا پھر آخرت میں دیا جائیگا

اللہ تعالی کا فرمان ہے :

برائی کے ساتھ آواز بلند کرنے کو اللہ تعالی پسند نہیں فرماتا مگر مظلوم کو اجازت ہے .

بخلاف خاوند کے کیونکہ خاوند کے علاوہ کسی اور شخص کو اس عورت سے وطئ کا حق حاصل نہیں، چنانچہ اسے اس پر قذف کا بھی حق حاصل نہیں ہوگا، اور نہ ہی جب اس پر قذف لگائی جائے تو اسے لعان کا حق ہوگا؛ کیونکہ خاوند کی طرح وہ اس کا محتاج نہیں ہے، اور نہ ہی وہ اس کے بستر میں مظلوم ہے

لین اس فحاشی سے خاوند کے علاوہ پر بھی ظلم ہوتا ہے جو لعان کا محتاج نہیں؛ کیونکہ یہ فحش کام خاندان والوں کے لیے عار کا باعث ہے، اور فحش کام کے دوسرے اسباب سے بھی یہ عار حاصل ہوتی ہے

اگر فحاشی اقرار کے ساتھ معلوم نہ ہو اور نہ ہی گواہی کے ساتھ تو حق پورا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے جو ظاہر ہوا ہے مثلا خلوت اور حرام نظر وغیرہ دوسرے اسباب جن سے اللہ سبحانہ وتعالی نے منع فرمایا ہے، اور یہ شریعت اسلامیہ کے محاسن میں شامل ہے

دیکھیں: قاعدۃ فی المحبۃ (202-203).

اور مہر ساقط نہ ہونے کے بارہ میں شیخ الاسلام کا کہنا ہے :

" صرف اس کے زنا کرنے سے مہر ساقط نہیں ہوگا، جیسا کہ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان دلالت کرتا ہے آپ نے لعان کرنے والے شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا :

" میرا مال "

تو آپ نے فرمایا تھا :

" تیرا اس کے پاس کوئی مال نہیں، اگر تم سچے ہو تو یہ مال اس لیے اسے ملے گا کہ تم نے اس کی شرمگاہ حلال کی تھی اور اگر تم جھوٹے ہو تو یہ تمہارے لیے بہت دور ہے "

کیونکہ جب اس نے زنا کیا تو ہوسکتا ہے وہ توبہ کر بیٹھی ہو، لیکن اس کا زنا خاوند کے لیے عضل مباح کر دیتا ہے یعنی روکنا اور تنگ کرنا حتی کہ اگر وہ علیحدگی چاہتی ہو تو وہ اپنے آپ کو چھڑانے کے لیے فدیہ دے، یا توبہ کر لے

دیکھیں: مجموع الفتاوی (320/15).

مزید آپ سوال نمبر (83613) اور (42532) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں

چہارم :

اس بنا پر آپ کو علم ہو چکا ہے کہ آپ کے اپنے پاس موجود قرائن کی بنا پر زنا واقع ہونے پر لعان کرنا جائز ہے، اور آپ کو اپنی قسموں کے اثرات کو برداشت کرنا ہوگا، اور اگر سلامتی چاہتے ہو تو پھر لعان کیے بغیر اسے طلاق دے دو

اور اگر آپ اس سے لعان کرو تو اسے اس کا مہر دیا جائیگا اور نہ تو اسے نفقہ ملے گا اور نہ ہی رہائش، الا یہ کہ اگر وہ حاملہ ہے اور حمل کی نفی نہیں کی جائیگی

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

نہ تو خاوند پر نفقہ ہوگا اور نہ ہی رہائش جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا تھا، اور یہ اپنے حکم میں اس بائنہ عورت کے حکم کے موافق ہے جس میں خاوند کو رجوع کا حق نہیں، اور یہ کتاب اللہ کے بھی موافق ہے، اس کا مخالف نہیں

بلکہ لعان کی جانے والی عورت کے لیے نفقہ اور رہائش ساقط ہونا تو طلاق بائن والی عورت سے ساقط ہونے سے اولی ہے؛ کیونکہ طلاق بتہ والی عورت سے عدت میں شادی کرنے کی راہ ہے، اور اس عورت سے نہ تو عدت میں نکاح کیا جا سکتا ہے اور نہ عدت کے بعد، اس لیے اصل میں اس کے نفقہ اور رہائش واجب ہونے کی کوئی وجہ ہی نہیں کیونکہ مکمل طور پر عصمت ٹوٹ چکی ہے

اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے بعض بعض کے موافق ہیں، اور سب ہی کتاب اللہ اس میزان کے موافق ہیں جو اللہ نے نازل فرمائے ہیں تا کہ لوگوں میں وہ عدل کے ساتھ فیصلہ کریں

اور یہی قیاس صحیح بھی ہے جیسا کہ ابھی تھوڑی دیر بعد اسے پڑھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائینگی

دیکھیں: زاد المعاد (356/5).

اور ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"حدیث کی رو سے جس عورت سے لعان کیا گیا ہو اس کے لیے نہ تو رہائش ہے اور نہ ہی نفقہ، اگر وہ حاملہ نہ ہو، اور اسی طرح اگر حاملہ ہو اور خاوند اس کے حمل سے نفی کر دے

اور ہم کہتے ہیں: اس کی نفی کی جائیگی، یا ہم کہینگے: بستر ختم ہونے کے باعث اس کی نفی ہو جائیگی

اور اگر ہم یہ کہیں کہ: خاوند کی نفی سے حمل کی نفی نہیں ہوگی، یا وہ نفی نہ کرے اور ہم کہیں: نسب اس کی طرف منسوب کیا جائیگا: تو عورت کو رہائش بھی ملے گی اور نفقہ بھی کیونکہ یہ حمل کی وجہ سے ہے، یا پھر یہ اس کی وجہ سے ہے جو موجود ہے تو یہ طلاق بائن والی عورت کے مشابہ ہوا

اگر خاوند نے حمل کی نفی کی اور ماں نے بچے پر خرچ کیا اور خاوند کے علاوہ کسی اور رہائش میں رہی اور اسے دودھ پلایا پھر لعان کرنے والے نے اسے اپنی طرف منسوب کرنا چاہا تو اسے اس کی طرف منسوب کیا جائیگا، اور نفقہ اور رہائش کا کرایہ اور دودھ پلانے کی اجرت خاوند پر لازم کی جائیگی؛ کیونکہ ماں نے تو یہ اس لیے کیا تھا کہ اس کا باپ نہیں ہے، اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ اس کا باپ ہے تو یہ سب کچھ اس کو لازم ہوگا، اور اس پر واپس ہو جائیگا"

دیکھیں: المغنی (291/9).

اس سے آپ یہ جان سکتے ہیں کہ آپ کی بیوی جو رہائش اور نفقہ کا مطالبہ کر رہی ہے اگر اس سے لعان کرتے ہیں تو وہ آپ پر لازم نہیں، الا یہ کہ وہ حاملہ ہو تو آپ اس کے حمل کی بنا پر اس پر خرچ کریں

اور اگر آپ اسے طلاق بائن دے دیں تو پھر اسے صرف اس کا مہر ہی ملے گا، اور آپ پر اس کا نفقہ لازم نہیں، اور نہ ہی اس کی رہائش، لیکن اگر حاملہ ہو یا پھر اس کے ساتھ آپ کی اولاد ہو تو آپ ان پر خرچ کریں، اور جو اس کے پیٹ میں ہے اس پر بھی نہ کہ عورت پر

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر خرچ کرو حتی کہ وہ اپنا حمل وضع کر لیں الطلاق (6).

پنجم :

رہا طلاق والی عورت کو فائدہ (متعہ) دینا تو یہ وہ مال یا سامان ہے جو طلاق کے بعد مطلقہ عورت کو دیا جاتا ہے : اہل علم میں اختلاف ہے کہ کونسی مطلقہ عورت مستحق ہوتی ہے ؟

کچھ علماء تو عموم کے قائل ہیں ان کا کہنا ہے : ہر مطلقہ عورت کو دینا واجب ہے ، چاہے دخول سے قبل طلاق دی گئی ہو یا طلاق کے بعد، مہر مقرر کیا گیا ہو یا مقرر نہ ہو

اور بعض علماء کہتے ہیں کہ : اس مطلقہ عورت کو دیا جائیگا جسے دخول سے قبل طلاق دی گئی ہو اور اس کا مہر مقرر نہ کیا گیا ہو

اور تیسرا قول یہ ہے کہ : اس مطلقہ عورت کو دیا جائیگا جسے دخول سے قبل طلاق دی گئی ہو چاہے مہر مقرر بھی کیا گیا ہو

احتیاط اسی میں ہے کہ پہلے قول کو لیا جائے ، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسے ہی راجح کہا ہے ، اور معاصر علماء کرام میں سے شیخ شنقیطی اور شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ بھی شامل ہیں

لیکن شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے قید لگائی ہے کہ اگر شادی کو زیادہ عرصہ ہو گیا ہو تو یہ واجب ہے

اور یہ متعہ اور فائدہ اتنا نہیں ہونا چاہیے کہ طلاق دینے والے پر بوجھ بن جائے ، بلکہ اس کی وسعت و استطاعت کے مطابق ہوگا ، اسی لیے شریعت نے اس کی تعیین اور تحدید نہیں کی

شیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" تحقیق یہی ہے کہ فائدہ (متعہ) کی مقدار میں شریعت نے کوئی تحدید نہیں کی کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

وسعت پر اپنی وسعت کے مطابق اور تنگ دست پر اس کی استطاعت کے مطابق البقرۃ (236).

اس لیے اگر خاوند اور بیوی کسی معین مقدار پر متفق ہو جائیں تو معاملہ واضح ہے ، اور اگر وہ اختلاف کریں تو پھر حاکم اور فیصلہ کرنے والے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کریگا ، اور درج ذیل فرمان باری تعالی کی روشنی میں مقرر کیا جائیگا :

وسعت والے پر اس کی وسعت کے مطابق البقرۃ (236).

یہ بالکل ظاہر ہے ، اور اللہ کے تعالی کا فرمان :

اور انہیں فائدہ (متعہ) دو البقرۃ (236).

اور فرمان باری تعالی :

اور طلاق والیوں کے لیے فائدہ ہے البقرۃ (241).

کا ظاہر یہ تقاضا کرتا ہے کہ بالجملہ فائدہ دینا واجب ہے ، برخلاف امام مالک اور ان کی موافقت کرنے والوں کے وہ اصلا اسے واجب نہیں کہتے

دیکھیں : اضواء البیان (192/1).

ہم آپ کو پہلے بتا چکے کہ آپ کی بیوی کا زنا کرنا آپ کے لیے اسے روکنے اور تنگ کرنے کو مباح کر دیتا ہے حتی کہ جو کچھ ہوا ہے اس کی بنا پر وہ آپ سے جان چھڑانے کے لیے فدیہ ادا کرے، اور اپنے سارے یا بعض مالی حقوق سے دستبردار ہونے کے عوض میں طلاق اختیار کر لے

اور اگر وہ نہ تو فدیہ دے اور نہ ہی اپنے مالی حقوق سے دستبردار ہو تو ہم آپ کے لیے یہی اختیار کرتے ہیں کہ آپ اس عورت کو طلاق دے دیں چاہے اس کا خرچ کتنا بھی ہو

لیکن آپ اس کے لیے ایسا ممکن نہ ہونے دیں کہ جتنے مال کا فیصلہ ہو اس سے زائد حاصل کرے، یہ اس صورت میں ہے کہ اگر وہ اپنا معاملہ عدالت میں لے جاتی ہے، اور اپنے اوپر ظلم سے بچنے کے لیے آپ کو حیلہ کرنا بھی جائز ہے

میری مراد یہ ہے کہ آپ اسے ظلم کرنے سے روکیں اور مقرر کردہ مہر سے زائد نہ لینے دیں، اور جو حقوق اس کے لیے شرعی طور پر ثابت ہین اس سے زائد حاصل نہ کرنے دیں، جس کے بارہ میں ہم اوپر کی سطور میں اشارہ کر چکے ہیں، اور اس کے حق کو ساقط کرنے کے لیے آپ حیلہ سازی نہیں کر سکتے

واللہ اعلم.

الاسلام سوال وجواب

103882